

تاجدار سرہند

(امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ)

تقدیم: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی



مرتبہ

حاجی معراج الدین مسعودی

ادارہ شعوذیہ، کراچی

تاجدارِ سرہند

(حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ)



حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد



حاجی معراج الدین مسعودی

(صدر ادارہ مسعودیہ، کراچی)

ادارہ مسعودیہ، کراچی

(۱۵۶/۲ ای، ناظم آباد، کراچی (۱۳۲۳/۵۲۰۰۲))

جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں

نام کتاب _____ تاجدار سرہند
 تقدیم _____ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
 تالیف _____ حاجی معراج الدین مسعودی
 طابع و ناشر _____ ادارہ مسعودیہ کراچی
 سن و اشاعت _____ ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء
 اشاعت _____ اول
 ہدیہ _____

ملنے کے پتے

- ۱۔ ادارہ مسعودیہ ۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان
- ۲۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵، جاپان مینشن، ریگل صدر، کراچی، فون: 7725150
- ۳۔ فریڈ بک اسٹال، ۳۸، اردو بازار، لاہور۔
- ۴۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، شوگن مینشن، محمد بن قاسم روڈ، عید گاہ، ایم اے جناح روڈ، کراچی

انتساب



احقر اس ادنیٰ سی کاوش کو دانائی و حکمت کے چراغ روشن کرنے والے، اندھیرے میں اجالا کرنے والے، بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر لگانے والے، جینے کا حوصلہ دینے والے، دشمنوں کو سینے سے لگانے والے، ملت کی کایا پلٹنے والے، گنہگاروں کو نیکیوں کا رہنما بنانے والے، ہم جیسے مردہ دلوں کو زندہ کرنے والے، علم و عرفاں، علم و عمل کے پیکر، زہد و تقویٰ، تبلیغ دین و اصلاح مسلمین، قرب الہی و ولایت، ان سارے فضائل و کمالات کا مینارہٴ نور ”مجدد مائتہ حاضرہ“ مخدومنا المعظم مرشد گرامی عالی مرتبہ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

۱۴ اپریل ۲۰۰۲ء

احقر معراج الدین مسعودی

کراچی - سندھ

حرفِ آغاز



اللہ تبارک و تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ ہم جیسے کم ہمتوں اور کم فہموں کو ایسا مرشد اعلیٰ عنایت فرمایا، جنگی صحبت کیسیا اثر میں آنے کے بعد مردہ دل زندگی پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے محبوب بن جاتے ہیں۔ ذر زمین سے آسمان کے چاند ستارے بن جاتے ہیں، جن کو کوئی نہیں جانتا تھا، ان کو سب جاننے لگتے ہیں۔ پہچاننے لگتے ہیں اور محبت کرنے لگتے ہیں۔ احقر پر بھی مرشد گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کا فیض آج سے نہیں بلکہ یہ فیض بچپن سے جاری ہے۔

احقر کی عمر جب تقریباً ۸ یا ۹ سال کی تھی جب حضرت مرشد گرامی کے والد ماجد مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ ۱۹۶۱ء میں پاکستان تشریف لائے تو احقر کے والد جناب حاجی ضیاء الدین مظہری رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ مفتی مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ نے احقر کے سر پر محبت سے اپنا دست مبارک پھیرا اور کچھ پڑھ کر احقر کے سینے پر پھونکا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ آپ کی دعاؤں اور توجہ سے احقر اپنی نوجوانی کے دور میں بھی ہر قسم کی بری صحبت اور بد عقیدہ لوگوں سے محفوظ رہا اور آئندہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے جو محبوب ہو جاتے ہیں ان کا فیض قیامت تک جاری رہتا ہے

ادارہ مسعودیہ، کراچی سے ماہنامہ ”مجلہ المظہر“ بھی اس دریا کی ایک نہر ہے حضرت مرشد گرامی نے برادر م مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، برادر م حاجی محمد الیاس مسعودی اور برادر م ڈاکٹر عدنان خورشید مسعودی کی تحریک پر ”مجلہ المظہر“ کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اس مجلہ میں نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، الحمد للہ ”مجلہ المظہر“ میں بہت سے نئے لکھنے والوں کے مضامین چھپ رہے ہیں۔ احقر کو برادر م مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب نے بہت حوصلہ دیا۔ جس پر احقر نے ایک چھوٹا سا مضمون حضرت مرشد گرامی کی کتابوں سیرت مجدد الف ثانی۔ حضرت مجدد الف ثانی (علیہ الرحمہ) حالات، افکار و خدمات سن اشاعت ۱۹۹۵ء اور مجدد دھزارہ دوم سن اشاعت ۱۹۹۷ء سے اکتاب کیا۔ پھر وہ مضمون حضرت مرشد گرامی کے فیض نظر سے چھوٹی سی کتاب کی شکل اختیار کر گیا۔

احقر نے یہ چھوٹی سی کتاب پہلی مرتبہ مرتب کی ہے اس لئے اس کتاب میں بہت سی غلطیوں کا احتمال ہو سکتا ہے۔

قارئین کرام اور اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ احقر کی جو غلطیاں بوقت مطالعہ ان کے علم میں آئیں تو تحریری طور پر احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ شکر یہ کے ساتھ ساتھ اگلے ایڈیشن میں ان کی تلافی کی جاسکے۔ اللہ پاک اس چھوٹی سی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اپنے اس حقیر بندے کیلئے توشیحہ آخرت بنائے۔ آمین

احقر معراج الدین مسعودی عفی عنہ

۲۱ صفر المظہر ۱۴۲۳ھ / ۵ مئی ۲۰۰۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَعْمَتُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد



اللہ تعالیٰ جس سے پیار کرتا ہے اپنے محبوبوں کے ذکر و فکر میں لگا دیتا ہے، مبارک ہے وہ جو اللہ کے محبوبوں کے ذکر و فکر میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنی نعمتوں کا بیان کرنے اور اپنے احسانات کا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ کے محبوب سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی، اور کیا احسان ہوگا۔۔۔۔۔ محترم جناب حاجی معراج الدین صاحب نقشبندی مجددی زید مجدہ خوش قسمت ہیں کہ اللہ کے محبوب کے ذکر و فکر سے اپنی تحریر کا آغاز کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ حاجی معراج الدین صاحب ادارہ مسعودیہ

کراچی کے صدر ہیں، جس کی مطبوعات مختلف زبانوں میں دنیا میں پھیل چکی ہیں اور برابر پھیل رہی ہیں۔

حاجی صاحب نے یہ مقالہ ایک ہی شب میں نماز عشاء کے بعد شروع کیا اور نماز فجر میں ختم کیا۔۔۔۔۔ انہوں نے اپنی تحریر کا موضوع برصغیر کی اہم شخصیت ”شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کو بنایا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسویں صدی ہجری میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا جس کے نتیجے میں بادشاہوں کا مزاج بدلا اور حکومتوں کا انداز بدلا، عملاً تحریک کا آغاز اکبر بادشاہ کے زمانے میں ہوا، جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں آپ کا وصال ہوا۔ جس تحریک کا آپ نے آغاز کیا تھا وہ چلتی رہی حتیٰ کہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں وہ اپنے نقطہ عروج پر پہنچی۔

برصغیر پاک و ہند کی ہزار سالہ تاریخ میں کوئی ایسا مرد مجاہد نظر نہیں آتا جو بادشاہوں اور حکومتوں پر اس شدت سے اثر اندا ہوا ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور جدید میں اتحاد ملت اسلامیہ کا ایک مرکز ہیں۔ آپ کی تعلیمات میں بڑا ٹھہراؤ ہے۔ بڑی گہرائی ہے۔ اگر ہم ان کی تعلیمات کو دل سے اپنالیں تو بکھرے ہوئے متحد ہو سکتے ہیں، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن اس کے لئے ہمیں قربانی دینی

ہوگی۔۔۔۔۔ اگر ہم ان کی تعلیمات سے آگے نکل گئے ہیں تو پیچھے آنا ہوگا
 ۔۔۔۔۔ اور اگر ہم پیچھے چلے گئے ہیں تو آگے بڑھنا ہوگا۔۔۔۔۔ امام احمد رضا
 محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی تعلیمات کو آگے بڑھایا خصوصاً
 معاشرے میں رائج ہونے والی بری عادتوں کی سرکوبی کی۔۔۔۔۔ زمانہ گزرنے
 کے ساتھ ساتھ ہماری عادتیں اور ہماری رسومات ہمارے سچے رہنماؤں کی
 تعلیمات کے دائرے سے باہر نکل گئی ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف
 توجہ دینی ہوگی اور ان کا سچا نمونہ اپنانا ہوگا۔ ہم قول پر یقین رکھتے ہیں اور عمل
 سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں اپنے قول پر سچائی سے عمل کرنا ہوگا
 اور اس سیدھے راستے پر چلنا ہوگا جس پر چلنے کیلئے اللہ نے ہم سے دعا کرائی
 ہے۔ آخر میں فقیر محترم حاجی معراج الدین مجددی کو مبارک باد دیتا ہے کہ
 انہوں نے کامیاب کوشش کی اور ایک اچھے نام سے اپنے کام کا آغاز کیا۔
 اللہ تعالیٰ ان کو اس مخلصانہ کاوش کا اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

تاجدارِ سرہند

(حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ)



مغل بادشاہ اکبر کا دین الہی ہندوستان کی تاریخ اسلام میں ایک بد نما داغ ہے۔ اکبر کے دین الہی کے خطرناک نتائج سے عالم اسلام کو بچانے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ ۹۷۱ھ/۱۵۶۳ء کو ہندوستان کی ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب) میں سرہند کے مقام پر پیدا ہوئے۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالاحد سے علوم معقولہ و منقولہ کی تحصیل کی اور بیشتر تعلیم انہی مئے حاصل کی، بعض علماء عصر سے بھی استفادہ کیا، کتب حدیث کی سند

حضرت شیخ یعقوب کشمیری سے حاصل کی۔ اس زمانے میں ایک بہت بڑے عالم
حضرت قاضی بہلول بدخشانی تھے۔ ان سے درس لیا اور سند حاصل کی۔ غرضیکہ
ہر علم و فن کو اس کے مشہور اور مستند اساتذہ سے حاصل کیا۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد حضرت مجدد اکبر آباد شریف لے گئے
اور مدرس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے حلقہ درس میں فضلاء عصر بھی
شریک ہوتے تھے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو جب اکبر آباد میں ایک عرصہ گزر
گیا تو آپ کے والد ماجد آپ کو لینے اکبر آباد شریف لے گئے۔ سر ہند جاتے
ہوئے واپسی پر جب ”تھامیسر“ پہنچے تو وہاں کے رئیس شیخ سلطان نے جو اکبر
کے خاص مقربین میں تھے۔ اپنی صاحبزادی کے ساتھ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا
عقد کرنا چاہا۔ آپ نے قبول فرمایا اور نکاح ہو گیا۔ اس کے بعد آپ والد ماجد
کے ہمراہ سر ہند شریف لے آئے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ابتداء میں اپنے والد شیخ عبدالاحد ہی سے
روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ نے چشتیہ سلسلے کا خرقہ خلافت عطا کیا۔ شیخ کمال
کتہلی علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو ایام طفولیت میں توجہ خاص سے
نوازا تھا اور نسبت قادر یہ بخشی تھی بعد میں خرقہ خلافت اور اجازت بھی عطا
فرمایا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو سلسلہ نقشبندیہ میں خرقہ خلافت خواجہ محمد باقی
باللہ علیہ الرحمہ نے عطا فرمایا تھا۔ ان تینوں نسبتوں کا آپ اس طرح ذکر

فرماتے ہیں:

”مجھے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت واسطوں سے نسبت

حاصل ہے۔ طریقہ نقشبندیہ پر ۲۱ واسطوں سے طریقہ قادریہ

میں ۲۵ واسطوں سے اور طریقہ چشتیہ میں ۲۷ واسطوں سے“

تینوں سلسلوں میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو سلسلہ نقشبندیہ سے خاص

تعلق تھا اس لئے اس نسبت کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

۱۰۰۸ھ میں آپ نقلی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے جب دہلی پہنچے

تو آپ کے محب خاص مولانا حسن کشمیری نے خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ سے

ملاقات کرنے کو کہا۔ چنانچہ انہیں کی تحریک سے آپ خواجہ موصوف کی خدمت

میں حاضر ہوئے۔ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے آپ پر بڑی شفقت فرمائی اور

فرمایا۔ گو کہ آپ ایک مبارک سفر کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن چند روز کیلئے ممکن ہو تو

فقراء کے ساتھ رہیں۔ زیادہ دن نہیں بس یہی ایک ماہ یا ایک ہفتہ، اس میں کیا

حرج ہے۔؟

حضرت مجدد علیہ الرحمہ خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں دو

تین ماہ رہے اور اس قلیل مدت میں وہ کچھ پالیا جو بہت سے طالبوں کو برسوں

میں بھی نہیں ملتا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو پہلے ہی اس کا اندازہ ہو گیا تھا۔

چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی سے فرمایا:

”جس روز سے فقیر نے اپنے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت

عالیٰ میں تعلیم و طریقت حاصل کرنی شروع کی اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ منقریب اللہ سبحانہ و تعالیٰ محض اپنے کرم سے مجھ کو اس راستے کی معراج تک پہنچائے گا۔ ہر چند کہ اپنی احوال و اعمال پر نظر جاتی تو اس یقین کی نفی کرتا مگر چین نہیں آتا اور اکثر زبان پر یہ شعر آتا جس کا ترجمہ یہ ہے: ”اے محبوب میرے دل پر جو تیرا نور چمکا ہے یقیناً اس کی چمک میں تجھ کو پالوں گا“

خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی باطنی استعداد و صلاحیت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

ترجمہ:

”شیخ احمد سرہند کے رہنے والے ہیں۔ بڑے عالم اور عامل ہیں فقیر نے چند روز ان کے ساتھ نشست و برخاست کی ہے اور بہت سی عجیب باتیں مشاہدہ کیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ آگے چل کر ایک ایسا چراغ بنیں گے جس سے دنیا روشن ہوگی۔ الحمد للہ ان کے احوال کامل کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے۔ شیخ مذکور کے بھائی اور رشتہ دار بھی ہیں اور سب کے سب نیک اور صالح ہیں اور طبقہ علماء میں سے ہیں۔ ان میں سے چند سے اس دعا گو نے بھی ملاقات کی ہے۔ جو اہر عالیہ ہیں اور عجیب صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ شیخ مذکور کے صاحبزادگان جو ہنوز

بچے ہیں، اسرار الہی ہیں۔ ایک ایسا شجر طیبہ ہیں جس کو اللہ نے
بڑھایا اور خوب بڑھا۔“

خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ نے فیضیاب کرنے کے بعد آپ کو بیعت
کرنے سے پہلے کے کچھ واقعات سنائے ہیں جن سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی
روحانی عظمت پر روشنی پڑتی ہے، خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:
”جب فقیر کے شیخ طریقت نے فقیر کو ہندوستان جانے کا حکم دیا تو اپنے کو اس
سفر کے شایان شان نہ پا کر فقیر نے تواضعاً پس و پیش کیا۔ موصوف نے استخارہ
کے لئے فرمایا، استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شاخ پر طوطا بیٹھا ہوا ہے
دل میں خیال آیا کہ اگر یہ طوطا شاخ سے اڑ کر ہاتھ پر آ بیٹھے تو اس سفر میں کچھ
سہولت ہو جائے۔ معاً و طوطا اڑ کر فقیر کے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ فقیر نے اپنا لعاب
دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس نے فقیر کے منہ میں شکر ڈالی۔ دوسرے روز
خواجہ الملکنگی سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا!

طوطا ہندوستانی جانور ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک
ایسا عزیز وابستہ ہوگا۔ جس سے عالم منور ہوگا اور تم بھی اس سے مستفیض
ہوگے۔ چنانچہ خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کابل سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے پھر
وہاں سے دہلی روانہ ہوئے راستہ میں سرہند سے گزرے۔ اس شہر میں جو واقعہ
پیش آیا وہ خواجہ موصوف نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے اس طرح بیان فرمایا:
جب فقیر تمہارے شہر سرہند میں پہنچا تو عالم واقعہ میں دکھایا گیا کہ تو ”قطب“

کے جوار میں اترا ہے۔ اس 'قطب' کے حلیہ سے بھی آگاہ کیا گیا۔ چنانچہ دوسرے روز اس شہر کے درویشوں اور گوشہ نشینوں کی تلاش میں نکلا مگر کسی کو بھی اس حلیے کے مطابق نہ پایا اور کسی میں آثارِ قطبیت مشاہدہ نہیں کئے۔ ناچار یہی سمجھا کے شاید اہل شہر میں آئندہ کوئی اس قابل ہوگا۔

جو نبی فقیر نے تم کو دکھایا تمہارا حلیہ اس حلیہ کے عین موافق پایا اور اس قابلیت کے آثار بھی تم میں مشاہدہ کئے۔ غرض حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو فیض و برکات سے مالا مال کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خرقہ اور اجازت مرحمت فرمائی اور سرہند رخصت فرمایا۔

وصال سے دس برس قبل ۱۰۲۳ھ میں حضرت مجدد نے فرمایا تھا کہ یہ دکھایا گیا ہے اور یہ الہام کیا گیا ہے کہ قضائے مہرم یہ ہے کہ ہماری زندگی ۶۳ سال ہے۔ پھر ۱۰۳۲ھ میں جب آپ کا قیام لشکر شاہی کے ساتھ اجمیر شریف میں تھا ایک دن فرمایا ہمارے انتقال کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اور صاحبزادگان گرامی قدر خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم علیہم الرحمہ کو سرہند تحریر فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو دنیا کا اجازت نامہ دینے کے بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا۔ اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونوں صاحبزادے خدمت بابرکت میں اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے چند روز ان کو خلوت میں رکھا پھر فرمایا! اب اس دنیا پر نہ میری نظر

رہی اور نہ اس دنیا سے کسی قسم کا تعلق رہا، بس اب اس دنیا میں چلنا چاہیے اور جانے کے آثار بھی نظر آرہے ہیں۔

۱۰۳۳ھ میں حضرت مجدد، جہانگیر (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء) سے اجازت لے کر سرہند تشریف لے آئے اور یہاں آ کر خلوت گزریں ہو گئے، خلوت خاص میں صرف مخدوم زادگان، خواجہ محمد ہاشم کشمی اور دو تین خادموں کو باریابی ہوتی تھی۔ خواجہ بدرالدین سرہندی جو حضرت مجدد کے خلفاء میں ہیں اور ایک زمانے تک آپ کی صحبت میں رہے ہیں۔ خواجہ موصوف فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان ۱۰۳۳ھ کی پندرھویں شب کو حضرت مجدد آدھی رات کے وقت مکان کے اندر تشریف لائے اہلیہ محترمہ مصلے پر تشریف فرما تھیں۔ انہوں نے فرمایا:

”آج کی رات کہ موت کے اوقات اور امیدوں کے فیصلے کی رات ہے نہ معلوم اللہ تعالیٰ نے کس کا نام ورق بستی سے مٹا دیا اور کس کا باقی رکھا“ حضرت مجدد نے یہ سکر فرمایا: ”تم یہ بات شک اور تردد سے کہہ رہی ہو۔ اس شخص کا کیا حال ہوگا کہ جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس کا نام اس جہاں کے صحیفہ زندگی سے مٹا دیا گیا ہے“

وسط ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ میں عارضہ شدت اختیار کر گیا۔ ۱۲ محرم الحرام ۱۰۳۳ھ کو فرمایا: ”مجھے بتایا گیا ہے کہ چالیس پچاس دن کے اندر اندر تو اس جہان سے رخصت ہو جائے گا“۔ چالیس روز گزرنے کے بعد ۲۲ صفر المظفر

۱۰۳۳ھ کو فرمایا! ”چالیس روز تو گزر گئے ہیں۔ دیکھو سات آٹھ روز میں کیا پیش آتا ہے۔“

۲۳ ر صفر المظفر جمعرات کے دن فقراء میں کپڑے تقسیم کئے۔ تنفس کی شکایت کے ساتھ ساتھ بخار بھی ہو گیا ۲۸ ر صفر کی رات کو تہجد کے وقت بیدار ہوئے۔ بخار کی حالت میں کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا کی اور فرمایا:

”یہ ہماری آخری تہجد ہے“

اتباع سنت نبوی ﷺ کا کیا عظیم المشان جذبہ تھا۔ آخری وقت صاحبزادگان کو وصیت فرمائی:

”سنت را بدنداں خواہند گرفت“

پھر اپنی قبر کے لئے وصیت فرمائی:

”میری قبر کسی کمنام جگہ بنا دیں۔ صاحبزادگان کو کچھ تامل ہوا تو

فرمایا اگر یہ نہ کرو تو پھر شہر کے باہر والد بزرگوار کے نزدیک دفن

کر دینا یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنا دینا اور میری قبر کو کچا

رکھنا تاکہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس کا نام و نشان نہ رہے“

۲۸ ر صفر المظفر دو شنبہ کے دن جس دن آپ کا وصال ہوا رات کو

خادموں کو بلا کر فرمایا۔ بہت تکلیف اٹھائی بس آج کی رات اور باقی ہے ۲۹ ر

صفر المظفر ۱۰۳۳ھ آپ کی حالت زیادہ نازک ہو گئی تو خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ

نے عرض کیا ”مزاج اقدس کیسے ہیں“ جو ابا ارشاد فرمایا ”بہت اچھے ہیں وہ دو

رکعت نماز جو ہم نے پڑھی ہے بس وہی کافی ہے۔ اس کے بعد آپ نے کلام نہیں فرمایا اور ذکر ذات شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جان عزیز جان جاناں کے سپرد گری۔

انا لله وانا اليه راجعون



ویسے تو ہر صدی کے آغاز پر دنیا میں مجددین تشریف لاتے رہے لیکن حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ جیسی جامعیت اور ہمہ گیری دوسروں میں نظر نہیں آتی۔ وہ علماء و فضلاء، اولیاء و صلحاء اور مبلغین و مصلحین میں افضل و اعلیٰ نظر آتے ہیں۔ اس لئے آپ کے سراقہس پر تجدید الف ثانی کا تاج رکھا گیا۔ ہر دور کے علماء کرام کا مجدد کے تعین میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر حضرت امام ربانی کے مجدد الف ثانی ہونے پر علماء و مشائخ سب متفق نظر آئے ہیں۔ اگر سب کے اقوال کو جمع کیا جائے تو ایک طویل مقالہ اور ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ تاہم بعض اقوال پیش کئے جاتے ہیں جس سے ہر طبقہ علماء کی نظر میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مقام کا پتہ چلتا ہے۔

خواجہ محمد حاشم:

جب اللہ تعالیٰ کو کسی کا نام روشن کرنا ہوتا ہے تو روشنی کے سامان بھی مہیا فرمادیتا ہے۔ خواجہ محمد حاشم کشمی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اے کاش اکابر علماء وقت میں سے کوئی حضرت مجدد کی مجددیت کی تائید

فرمادے اور مجدد الف ثانی تسلیم کرے۔ دل میں یہی بات لیئے ہوئے ایک روز حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس فقیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔۔۔۔۔ ”مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے مجھے ایک خط تحریر کیا تھا۔۔۔۔۔ پھر مسکرا کر فرمایا۔۔۔۔۔ ”جو آداب و القاب لکھے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا ”مجدد الف ثانی“۔۔۔۔۔ فاضل جلیل مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے حضرت مجدد قدس سرہ کو ”مجدد الف ثانی“ کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ ایک فاضل اجل کا یہ لقب دینا اور ایک مجدد عصر کا یہ لقب قبول کرنا اور مشائخ و علماء کا اس کی مسلسل تائید کرنا ایک ایسی واضح اور روشن حقیقت تھی کہ اس کی صدائے بازگشت عالم اسلام میں سنی گئی۔ سب اعظم و اکابر ملت نے آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کیا اور ہر عہد میں اسی خطاب سے یاد کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد قدس سرہ کے رسالہ رد و انقض کی شرح میں حضرت مجدد کے القاب عالیہ مبسوط طور پر بیان کئے ہیں اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر جو آپ کے احسانات ہیں ان کی تفصیل لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

”حضرت مجدد سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن تقویٰ شعار

ہوگا اور ان سے وہی بغض رکھے گا جو بد بخت فاجر اور شقاوت

شعار ہوگا“

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

”آج جو مساجد میں آذانیں دی جا رہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تعالیٰ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل نواز صدائیں آرہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر و فکر ہو رہا ہے اور قلب و روح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا بار منت ہے۔ اگر حضرت مجدد علیہ الرحمہ اس الحاد و ارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں آذانیں ہوتیں اور نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علوم دینیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین و ذاکرین اللہ، اللہ کے روح افزاء ذکر سے ذمزمہ سنج ہوتے“

المختصر حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کیا آئے، اسلام کے خزاں رسیدہ چمن میں بہار آگئی اور اصول دین کے وہ پھول جو مرجھا گئے تھے۔ پھر شگفتہ و شاداب ہو گئے۔ جن کی مہک سے فضائے عالم معطر ہو گئی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے برادر طریقت خواجہ حسام الدین علیہ الرحمہ کے نام ایک مکتوب میں حضرت مجدد سے اس طرح

اظہار محبت فرماتے ہیں ”ان دنوں میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ سے فقیر کی صلح و صفائی حد سے زیادہ ہو چکی ہے اور پردہ بشریت و جہلیت درمیان میں نہیں رہا۔ انصاف و عقل اور رعایت طریقہ قطع نظر اس قسم کے عزیزاں اور بزرگوں کو برانہ سمجھنا چاہیے، باطن میں ذوق و وجدان اور غلبے سے وہ بات آتی ہے کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرا حال کیا ہے اور کس طرح ہے۔“

شاہ غلام علی:

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ (م-۱۲۳۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:-
 ”چاروں عالی شان سلسلہائے طریقت سے اخذ و کسب فیوض کے علاوہ اللہ کی درگاہ سے مواہب جلیلہ اور عطایائے نبیلہ سے سرفراز ہوئے ہیں۔ ان کے کمالات اور حالات سمجھنے میں عقل متخیر و عاجز ہے۔“

حضرت خواجہ باقی باللہ:

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ:

”آسمان دنیا کے نیچے ان جیسا کوئی نہیں، اور امت مسلمہ میں ان جیسے چند ہی لوگ گزرے ہیں آپ کی معلومات اور مکشوفات صحیح ہیں۔“

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ، حضرت مجاہد کی نہ صرف

مجددیت بلکہ الف ثانی کی مجددیت پر اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں:

”جب پہلا ہزارہ گزر گیا اور ایک اولعزم مرد کامل کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت قدیمہ کے تحت دوسرے ہزارے کے لئے ایک مجدد پیدا فرمایا کہ تمام اولیاء میں ان جیسا اولعزم مجدد کوئی نہ ہوگا۔ اس کو نبیوں، رسولوں اور رسول کریم ﷺ کی طینیت سے پیدا فرمایا۔ وہ مقامات اور کمالات عطا فرمائے گئے جو کسی نے نہ دیکھے تھے اور آخر زمانے میں اس کے طفیل یہ کمالات عام اور ظاہر کئے گئے“

نواب صدیق حسن خاں:

نواب صدیق حسن خاں مشربا اہل حدیث تھے لیکن بعد میں تائب ہو کر نقشبندی مجددی ہو گئے تھے۔ وہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی عالم و عارف اور کامل و مکمل تھے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اپنے عہد کے امام اور خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا سلسلہ ہندوستان سے ماوراء النہر، شام، روم اور مغرب بعید تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف جو تین جلدوں پر مشتمل ہیں وہ اس حقیقت پر دلیل واضح ہیں کہ آپ علوم شریعت میں کمال تجمر کے مالک اور

سلوک و معرفت کے انتہائی مقام پر فائز تھے۔ آپ کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لئے یہی جاننا کافی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور مرزا مظہر جان جاناں جیسی بلند ہستیاں آپ ہی کے طریقے سے منسلک تھیں۔ آپ کا طریقہ کتاب و سنت کی اتباع پر مبنی ہے۔ ظاہر و باطن ہر طرح سے کتاب و سنت کے مخالف کسی چیز کو قبول نہیں کرتے آپ کے مکتوبات منازل معرفت کو طے کرنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں“

ایک اور جگہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس طرح تعریف کرتے ہیں:

”حضرت مجدد الف ثانی کے کشف کی بلندی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سارے کشف سرچشمہ صحو سے سرزد ہوئے ہیں، کوئی کشف بھی مخالف شرع نہیں۔ البتہ بعضے کشف ایسے ہیں جن کے بابت شریعت خاموش ہے اولیاء میں آپ کا وہ مقام ہے جو نبیوں میں کسی او العزم نبی کا“

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال:

ڈاکٹر محمد اقبال کو تصوف سے گہرا لگاؤ تھا اور اس کو عین اسلام سمجھتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک مضمون میں اس کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں کئی جگہ

ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف شعائرِ حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے۔ اگر تصوف کی یہ تعریف کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی راقم الحروف اس تصوف کو جس کا نصب العین شعائرِ اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو عین اسلام جانتا ہے اور اس پر اعتراض کرنے کو بد بختی سمجھتا ہے۔“

وہ اولیاء اللہ کی صحبت کو دولت کائنات سے بہتر خیال کرتے تھے اور ان کی کفش برداری کو باعث افتخار سمجھتے تھے۔ ۱۹۰۸ء میں وطن عزیز واپس آنے کے بعد انہوں نے حضرت مجدد کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کیا۔ اس زمانے میں ڈاکٹر اقبال نے جو خطوط لکھے ہیں ان سے حضرت مجدد کے اثرات کا اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال سلسلہ قادر یہ میں بیعت تھے۔ لیکن ان کو سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے خاص عقیدت و محبت تھی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ان کے صاحبزادے جاوید اقبال تولد ہوئے (۱۵/ اکتوبر ۱۹۲۳ء) تو انہوں نے منت مانی کہ جب وہ بڑے ہو جائیں گے تو حضرت مجدد کے مزار مبارک پر ان کو پیش کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور ۱۹۳۳ء میں جاوید اقبال کو ساتھ لے کر سرہند شریف حاضر ہوئے۔ ڈاکٹر اقبال کو ہندوستان کے اولیاء کرام میں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ سے بے انتہا عقیدت تھی ۱۹۳۳ء کے

جون میں انہیں بیٹھے بٹھائے خیال آیا کہ سرہند شریف کی زیارت کرنی چاہیے
چنانچہ انتہا درجے کے آرام طلب ہونے کے باوجود وہ شدید گرمی کے موسم میں
سرہند گئے اور وہاں سے واپس آ کر یہ نظم لکھی۔
حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انور

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے

اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جسکی جھانگیر کے آگے

جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بزدقت کیا جس کو خبردار

حسین حلیمی ایشیق :

ترکی کے ایک سابق انجینئر اور سرگرم مبلغ اسلام حسین حلیمی ایشیق نے

اپنی انگریزی تالیف میں مجددین کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کو

خراج عقیدت پیش کیا ہے انہوں نے لکھا ہے :

”ان مصلحین کی پہلی جماعت کو ”مجدد“ کہا جاتا ہے احادیث میں

ان کی آمد آمد کا ذکر آیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی :

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا محمد علی مونگیری کے نام اپنے ایک مکتوب (محررہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ) میں لکھتے ہیں:

”بالفعل آپ جیسے صوفی صافی منش کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس سے عین ہدایت کے اقتتال کی امید رکھتا ہوں“

حضرت مجددی اپنے مکتوب شریفہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”فساد مبتدع زیادہ تر از فساد صدک فرست“

مولانا خدار انصاف! آپ یازید اور اراکین مصلحت دین و مذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا حضرت مجددی؟ مجھے ہرگز آپ کی خوبیوں سے امید نہیں کہ اس ارشاد ہدایت بنیاد کو معاذ اللہ لغو و باطل جاننے اور جب وہ حق ہے اور بیشک حق ہے تو کیوں نہ ماننے“

قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین مدنی:

مدینہ منورہ کے شیخ وقت حضرت مفتی ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمہ (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) نے بقول شیخ محمد عارف مدنی دونوں دست مبارک سر پر رکھ کر فرمایا کہ:

”حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ تو ہمارے سر کے تاج ہیں،

ہمارے سر کے تاج ہیں“

مفتی ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ کی اولاد اجماد سے ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کو مجدد الف ثانی فرمایا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شخصیت بڑی ہمہ گیر ہے اور اس کے اثرات بھی عالمگیر ہیں جوں جوں تحقیق کا میدان وسیع ہو رہا ہے۔ نئے نئے حقائق سامنے آرہے ہیں اور آپ کی عظمت و شوکت کا نقش پختہ تر ہو رہا ہے۔ بیشک آپ ”الف ثانی“ کے مجدد ہیں۔ آپ کا فیض اپنی صدی سے گزر کر دوسری صدیوں میں داخل ہو رہا ہے۔ تقریباً ۴۰۰ برس گزر چکے ہیں اور اس عرصے میں ہر صدی کے مجددین پیدا ہوئے مگر پاک و ہند اور پوری دنیا کے افق پر مجددی آفتاب اب تک پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے اقبال نے غلط نہیں کہا۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

بیشک آپ ناموس رسالت، ناموس شریعت اور ناموس ملت کے محافظ و نگہبان تھے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات سے ہم کو مستفیض فرمائے۔ آمین

۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

احقر معراج الدین مسعودی

۱۳ اپریل ۲۰۰۲ء

کراچی۔ سندھ

اڈارہ شیخودیہ، کراچی IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI

IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992



اور سچوں کے ساتھ ہجرت

Islamic Republic of Pakistan

اڈارہ شیخودیہ، کراچی IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI